تارا

از

بابو کشیرود چندر چٹرجی

مترجمہ

احمد شجاع

SHAHB
LIB A
NO 17

31
SHAHBEER LIBRARY NO A

بنامِ شاہدِ نازک خیالاں

تارا

ایک ڈراما

از

بابو کشیرود چندر چٹرجی پرنسپل لا کالج لاہور

مترجمہ

حکیم احمد شجاع بی اے (علیگ)

مصنفِ "حسن کی قیمت" "باپ کا گناہ" وغیرہ

۱۹۲۳ء

جملہ حقوق محفوظ

دارالاشاعت ادبِ لطیف

۱- لاج روڈ - لاہور

مرکنٹائل پریس لاہور میں باہتمام لالہ دیوان چند پروپرائٹر چھپا

پیشکش

مَیں اپنے دِلی خلوص و محبّت کا

یہ حقیر تحفہ

لا، کالج ڈرامیٹک کلب

کی خدمت میں

پیش کرتا ہوں

جس کے قابل اراکین نے اس ڈرامے کو بکمال فن تمثیل کیا

احمد شجاع

فہرست مناظر

پہلا باب (۱)

پہلا منظر . . . . . . بہرداس گنگولی کا مکان

دوسرا منظر . . . . . . جوگیش کا مکان

تیسرا منظر . . . . . . جوگیش کا کمرہ ملاقات

دوسرا باب (۲)

پہلا منظر . . . . . . گریش بابو کا مکان

دوسرا منظر . . . . . . سمندر کا کنارہ

تیسرا منظر . . . . . . چندر بابو کا مکان

تیسرا باب (۳)

پہلا منظر . . . . . . چندر بابو کا کمرہ

دوسرا منظر . . . . . . گریش بابو کا مکان

تیسرا منظر . . . . . . چندر بابو کا کمرہ

چوتھا منظر . . . . . . گریش بابو کا مکان

پانچواں منظر . . . . . . چندر بابو کا دفتر

چوتھا باب (۴)

پہلا منظر . . . . . . چندر بابو کا کمرہ

دوسرا منظر . . . . . . تارا کی خوابگاہ

تیسرا منظر . . . . . . گریش بابو کا مکان

ارکان

بپرداس گنگولی	.. .. ..	ایک وکیل
ہری داس گنگولی	.. .. ..	بپرداس کا بیٹا
چندر کمار مکرجی	.. .. ..	ایک وکیل
جگیش چندر چیٹرجی	.. .. ..	ایک زمیندار
گریش چندر بینرجی	.. .. ..	ایک زمیندار اور وکیل
اگھورناتھ گھٹک	.. .. ..	ایک برہمن
رگھوا	.. ..	ملازم
پاربتی دیوی	.. .. ..	جگیش کی ماں
ساوتری دیوی	.. .. ..	جگیش کی بہن چندر کمار کی بیوی
یشودا دیوی	.. .. ..	بپرداس کی بیوی
تارا	.. .. ..	بپرداس کی بیٹی
پربھا دیوی	.. .. ..	ہری داس کی بیوی

مقام کلکتہ - پوری

زمانہ حال

(۱)

پہلا باب

پہلا منظر

بپر داس گنگولی کا مکان

تارا ۔ (کتاب کو پٹک کر) مجھے پڑھانے میں کتنی محنت کرتے ہیں۔ مگر چار
کے بعد تو وہ چلے جائینگے۔ اور آہ پھر ان کو میں کبھی دیکھ بھی نہ سکونگی۔

(پربھا داخل ہوتی ہے)

پربھا۔ تارا اتنا نہ پڑھا کرو۔ تمہاری آنکھوں کی خوبصورتی میں فرق آجائیگا
تارا۔ تو بھائی سے صلح ہوگئی کیا؟
پربھا۔ ہماری لڑائی ہی کب ہوئی تھی؟ تمہیں کیسے معلوم ہوا؟
تارا ۔ کیسے ہی معلوم ہوتا ہو۔ مگر میں جانتی ہوں۔ لڑائی ضرور ہوئی تھی۔
پربھا۔ آخر کیسے معلوم ہوا؟
تارا ۔ بھائی کا چہرہ ہی کہے دیتا تھا۔
پربھا۔ ہاں وہ خفا تو ضرور تھے۔ مگر تمہیں معلوم بھی ہے۔ وجہ کیا تھی۔
تارا ۔ وجہ ہوگی کوئی ایسی ہی سی۔
پربھا ۔ تو کیا وہ واقعی خفا تھے۔
تارا ۔ خفا ہوئے بھی تو کیا۔ تمہیں خود ہی منا بھی تو لینگے۔

پربھا۔ نہیں، منانا تو پھر مجھے ہی پڑیگا۔

تارا۔ واہ کبھی عورتیں بھی منایا کرتی ہیں۔ یہ تو مردوں ہی کا کام ہے۔

پربھا۔ تمہاری تو ابھی شادی بھی نہیں ہوئی۔ تم یہ باتیں کیا جانو؟

تارا۔ اس میں رکھا ہی کیا ہے کہ میں نہ جانوں۔

پربھا۔ تو بتاؤ۔ پھر میں کیا کروں؟

تارا۔ بس خفا ہو جاؤ۔ بات تک نہ کرو۔ آپ سے آپ منائینگے۔

پربھا۔ اور اگر نہ منائیں تو؟

تارا۔ تم خفا ہو کے تو دیکھو۔ جاؤ میری بات کو آزماؤ تو۔

پربھا۔ اچھا میں جاتی ہوں۔ مگر کہیں اور خفا نہ ہو جائیں۔

(جاتی ہے)

(چندر داخل ہوتا ہے)

چندر۔ تارا تم پڑھتی نہیں۔

تارا۔ پڑھ کر کیا کروں گی۔

چندر۔ تارا، تم یہ آجکل اتنی کھوئی سی کیوں رہتی ہو۔

تارا۔ تم جان بوجھ کر کیوں پوچھتے ہو چندر؟

چندر۔ لو میں تمہارے لئے ایک نئی کتاب لایا ہوں۔ بہت دلچسپ ہے۔

تارا۔ (بے پروائی سے) ہوگی۔

چندر۔ تم اب پڑھنا چھوڑ دو۔

تارا۔ تو کیا چندر، تم مجھ سے ایسے بیزار ہو گئے ہو۔

چندر۔ مَیں، اور تم سے بیزار،

تارا۔ تو چندر، تم مجھ سے بیزار نہیں۔ کیا سچ مچ تم کو مجھ سے محبّت ہے۔

چندر۔ بار بار تم کیوں پوچھتی ہو، تارا۔

تارا۔ تو کہہ دو کہ تمہیں مجھ سے محبّت نہیں، پھر مَیں تمہیں دق نہ کرونگی۔

چندر۔ اچھا تم ہی کہو۔ تم کیا سمجھتی ہو۔

تارا۔ یہی کہ تم مجھ سے محبّت نہیں کرتے۔

چندر۔ تو پھر اب اس کا ذکر ہی کیا۔

تارا۔ مگر چندر مَیں تمہاری زبان سے سُننا چاہتی ہوں۔ اپنی عقل سے سمجھنا نہیں چاہتی۔

چندر۔ اگر میری زبان ہی سے سُننا چاہتی ہو تو سُن لو۔ مَیں تم سے محبّت کرتا ہوں۔

تارا۔ اس طرح جیسے ایک پتھر محبّت کر سکتا ہے۔ کیا چندر مَیں ایسی ہی بدصورت ہوں۔

چندر۔ نہیں نہیں تم بدصورت کیوں ہونے لگیں۔

تارا۔ تو پھر تم مجھ سے کھنچے کھنچے کیوں رہتے ہو۔

چندر۔ اس لئے نہیں کہ مَیں تم سے محبّت نہیں کرتا۔ بلکہ تمہاری آئندہ زندگی کا خیال مجھے مجبور کر دیتا ہے۔

تارا۔ تو کیا تم نے کبھی مجھ سے شادی کرنے کی کوشش کی ہے۔

چندر۔ مَیں کوشش ہی کیا کر سکتا ہوں۔ تمہارے والد کبھی رضامند نہیں

ہو سکتے۔

تارا۔ تو پھر بھائی ہی سے کیوں نہیں کہہ دیکھتے۔

چندر۔ تم اپنی بھابی سے کہتیں تو بہتر تھا۔

تارا۔ ہاں میں تو کہہ گذرونگی۔ مگر تم کہیں انکار نہ کر دینا۔

چندر۔ کیا تمہیں یہ شبہ بھی ہو سکتا ہے۔

تارا۔ تم اتنے سرد مہر ہو کہ مجھے تمہاری محبت پر اعتبار نہیں آتا۔

چندر۔ ذرا میرے حالات تو دیکھو۔ میں ایم۔ اے ہوں۔ وکیل ہوں۔ مگر تمہارے گھر پر ایک بے تنخواہ نوکر کی طرح تمہیں پڑھانے کے لئے پڑا ہوں۔ مجھے یقین تھا کہ تمہارے والد میری امداد کرینگے مگر آجتک اُنہوں نے مجھے ایک مقدمہ بھی نہیں دیا۔ اگر ان کو کبھی اس امر کا خیال آتا کہ وہ مجھے اپنا داماد بنائیں۔ تو وہ مجھ سے کبھی ایسا سلوک نہ کرتے۔

تارا۔ تو پھر اب تمہارا کیا ارادہ ہے؟

چندر۔ اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے۔ کہ نوکری کے لئے اخباروں میں اشتہار دوں۔

تارا۔ آؤ، وہ ابّا آرہے ہیں۔

(جاتے ہیں)

(بیرداس اور یشودا داخل ہوتے ہیں)

بیرداس۔ دیکھا صبر کا پھل کیسا شیریں ہے۔ تارا کے لئے ایسا بر مل گیا،

اس کو خوش قسمتی نہیں کہو گی تو اور کیا کہو گی۔

یشودا - ہاں جگہ تو اچھی ہے مگر پہلی بیوی سے بچے ہیں۔

بپرداس - تو پھر ایسے لوگ کنوارے کیسے بیٹھے رہیں۔ دس ہزار کی زمینداری اور پھر وکالت سے بھی معقول آمدنی ہے۔

یشودا - ان کی عمر ہو گی کوئی پینتیس برس کی۔

بپرداس - پینتیس نہ پچاس۔ ابھی بارہ سال ہی تو ہوئے۔ وکالت کا امتحان پاس کیا ہے۔

یشودا - مگر ان کے بچے کتنے ہیں۔

بپرداس - دو بیٹے اور تین بیٹیاں۔

یشودا - تو جانے دو۔ یہ جگہ اچھی نہیں۔ چندر میں آخر ایسی کیا برائی ہے وہ بھی ذکیں ہے۔ تمہاری امداد سے بہت جلد ترقی کر لیگا۔

بپرداس - جنہیں اسکا نہ گھر نہ در۔ وکالت کو لڑکی اوڑھیگی یا بچھائیگی۔ ابھی دس برس تک تو بیس روپے ماہوار کمانا دشوار ہے۔

یشودا - بہو کہتی ہے کہ تارا کی مرضی بلکہ خوشی یہی ہے۔

بپرداس - اچھا جب ہی تو میں نے کہا تھا کہ اس کا اس طرح پڑھنا ٹھیک نہیں۔ بس میں آج ہی چندر کو نکال باہر کرتا ہوں۔

یشودا - نہیں نہیں ایسا نہ کرنا۔ سوشیل کے امتحان میں اب کوئی چار مہینے ہی تو رہ گئے ہیں۔ پھر وہ خود ہی چلا جائیگا۔

بپرداس - تو میں تارا کی شادی اسی ہفتہ کے اندر اندر کر دونگا۔ گریش بابو

کا گھر ویران ہو رہا ہے۔ ان کے ہاں کوئی عورت نہیں۔

یشودا۔ شادی بھی سوشیل کے امتحان کے بعد ہوتی تو بہتر ہوتا۔ اس میں اس کا ہرج ہو جائیگا۔

بپرداس۔ دیر کی تو' بنا بنایا کام بگڑ جائیگا۔

یشودا۔ بگڑتا ہے۔ تو بگڑ جائے۔ یہ رشتہ تارا کے قابل تو ہے نہیں۔ اس کا رنگ تو دیکھو۔

بپرداس۔ رنگ سیاہ ہے تو کیا نقش تو اچھے ہیں۔

یشودا۔ مگر اس کا پیٹ . . . .

بپرداس۔ آدمی بھاری بھر کم ہی معتبر معلوم ہوتا ہے۔

یشودا۔ ہو کہتی تھی کہ تارا کو وہ ایک آنکھ نہیں بھاتے۔ جس دن سے اُس نے یہ خبر سُنی ہے رو رو کر بُرا حال کر رکھا ہے۔

بپرداس۔ تو کیا وہ اتنی آزاد ہو گئی ہے . . . . . اچھا میں اس ماسٹر کو تو آج ہی چلتا کرتا ہوں۔

یشودا۔ تم ان سے کچھ نہ کہنا۔ میں ہری سے کہونگی۔ وہ اُسے رُخصت کر دے گا۔

بپرداس۔ مگر وہ آج ہی نکل جائے۔

یشودا۔ اچھا۔ مگر ایک بات یاد رکھو۔ تم دیکھ بھال کر بیٹی کو کوئیں میں دھکیل رہے ہو۔

بپرداس۔ اس کا مکان دیکھو گی تو پھر اسے کنواں نہ کہو گی۔ پُری میں سمند

کے کنارے ایک محل بنا رکھا ہے۔ تارا تو رانی بنیگی رانی۔ تم اسے بھکارن بنانا چاہتی ہو۔ کنوئیں میں میں دھکیل رہا ہوں یا تم۔

یشودا۔ تو کیا سُکھ صرف روپے ہی سے ملتا ہے۔ چندر کمار تو سچ مچ چندر کمار ہے۔

بپرداس۔ دیکھو اگر تم نے پھر میرے سامنے اس کا نام لیا تو اچھا نہ ہوگا۔

یشودا۔ اچھا جو تمہاری مرضی ہے وہی کرو۔

بپرداس۔ یہ عورتیں دن بدن کتنی آزاد ہو رہی ہیں۔ گھر کا مالک ایک کُتّے سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا۔ اب اگر کام چلیگا تو سختی کرنے سے ہر بات پر اعتراض۔ ہر بات میں حجّت!

(جاتا ہے)

(تارا داخل ہوتی ہے)

تارا۔ میری شادی اس کلموہے بُوڑھے کے ساتھ کرتے ہیں۔ مَیں تو سمجھی تھی کہ یہ پاپ ٹل گیا۔ اچھا ان کو سختی کرنے دو۔ مَیں بھی آزادی کی راہ ڈھونڈ نکالونگی۔

(چندر داخل ہوتا ہے)

چندر چندر مجھے بچالو۔ ورنہ مَیں جان دے دُونگی۔ بادا ایک بال بچّوں والے بوڑھے سے میری شادی کر رہے ہیں۔ صرف اس لئے کہ وہ جہیز طلب نہیں کرتا۔ ماں کی بھی نہیں سُنتے۔

چندر۔ تو مَیں تمہیں کس طرح بچا سکتا ہوں۔

تارا۔ مجھے ساتھ لیکر کہیں چلے جاؤ۔ وہ تمہیں آج جواب دینے ہی کو ہیں۔

چندر۔ توبہ توبہ یہ بھی کہیں ہو سکتا ہے۔

تارا۔ کیوں نہیں ہو سکتا۔

چندر۔ اس سے زیادہ کمینہ پن اور کیا ہو گا۔ ان کے اعتبار سے اتنی دغا۔

تارا۔ مگر تم پر اُنھوں نے اعتبار ہی کب کیا تھا۔ باوا نے تو تمہارا یہاں رہنا کبھی پسند نہیں کیا۔

چندر۔ نہیں نہیں مجھ سے تو ایسا کبھی نہ ہو گا۔

تارا۔ تو پھر ہو گا کیا۔

چندر۔ ہو گا کیا۔ ایک دولتمند زمیندار کی بیوی بن کر تم دو دِن میں مجھے بھلا دو گی۔

تارا۔ (اس کا ہاتھ پکڑ کر) چندر مَیں تمہیں کبھی نہیں بھول سکتی۔ جس طرح ہو سکے مجھے بچاؤ۔

چندر۔ مجھے تو کوئی طریقہ سجھائی نہیں دیتا۔ اب تم اس خیال کو بھلا دو۔ چندر کمار اور اس کی محبت دونوں کو خاک میں ملا دو۔

تارا۔ تو کیا تم مجھے بھلا سکو گے۔

چندر۔ ہاں میرا فرض ہے کہ مَیں تمہیں بھول جاؤں۔ جاؤ تارا ایک ستی

کی طرح اپنے شوہر کی پوجا کرو۔

تارا - ایسے شوہر پر پھٹکار ہیں اس کو کبھی اپنا شوہر نہیں بنا سکتی۔ تم ہی میرے سوامی۔ میرے پتی۔ میں تم کو کبھی نہیں بھولوں گی۔

چندر - چپ چپ تارا! ایسے الفاظ تمہاری زبان سے نہیں نکلنے چاہئیں تم ابھی کم سن ہو۔ جو خیال تمہارے دل میں اتنی جلدی پیدا ہُوا اُتنی ہی جلدی جاتا رہیگا۔ پیشتر اس کے کہ میں تمہیں بھول جاؤں تم مجھے بھلا دو گی۔

تارا - میں موت کے بعد بھی تمہیں نہیں بھلا سکتی۔

چندر (سوچتے ہُوئے) تو وہ مجھے آج جواب دیدینگے۔ بے عزتی سے جانے سے بہتر یہی ہے کہ میں خود ہی چلا جاؤں۔

تارا - (اس کے قریب آکر) چندر مجھے چھوڑ کر کہاں جاتے ہو۔ مجھے بھی ساتھ لے چلو۔

(باہر سے قدموں کی آواز آتی ہے)

بھائی آرہے ہیں۔

(جاتی ہے)

(ہری داس داخل ہوتا ہے)

ہری - چندر بابو۔ ماں کا خیال ہے کہ ... کہ ... کہ۔

چندر - کہ اب مجھے یہاں نہ رہنا چاہیئے۔

ہری - نہیں نہیں۔ یہ تو نہیں۔ مگر تارا کی شادی اب قریب ہے۔

چندر۔ تو میری طرف سے ماں کا شکریہ ادا کر دیجئے۔ اُنہوں نے مجھ پر بہت احسان کیا ہے۔ ہمیشہ اپنے بچّوں کی طرح رکھا (جاتے ہوئے) اب زیادہ کہنے کی کچھ ضرورت نہیں۔ میں آج ہی چلا جاؤں گا۔

ہری۔ چندر آدمی تو بہت اچھّا تھا۔ مگر بابا کسی کی نہیں مانتے۔ وہ کبھی نہیں مانیں گے۔

(جاتا ہے)

پردہ

دُوسرا منظر

جوگیش بابو کا مکان

چندر۔ ساوتری کے ایک نظارہ نے میری زندگی میں کسقدر تغیّر پیدا کر دیا ہے۔ تارا کی یاد اس دو برس کے عرصہ میں بھی نہیں مٹ سکی۔ اس کی محبت آہ! میں کبھی نہیں بھلا سکتا۔ اس کا حسن مجھ کو آج تک سرشار رکھتا ہے۔ مگر ساوتری کا حسن، ساوتری کا علم بینظیر ہے۔ وہ صرف عقیدت پیدا کرنے کے لئے بنائی گئی ہے۔ تارا کی محبت پر یقیناً ساوتری کی عظمت غالب آگئی۔

(ساوتری اور پاربتی داخل ہوتی ہیں)

(چندر سلام کرتا ہے)

پاربتی۔ آؤ بیٹا (پیار کرکے) کہو خیریت تو ہے۔ کتنی مدّت کے بعد تمہیں دیکھا۔ پہلی نظر میں تو تمہیں پہچان بھی نہ سکی۔

چندر۔ مگر چچی میں نے تو آپ کو پہچان لیا۔

پاربتی۔ جوگیش سے معلوم ہوا کہ تم پُری میں کام کرتے ہو۔ کہو آمدنی کی کیا حالت ہے۔

چندر۔ یہی دو تین سو کا اوسط ہے۔

پاربتی۔ پرماتما کرے تمہاری آمدنی میں بہت سی ترقی ہو۔ کہو شادی وادی

کی فکر بھی کی۔

چندر۔ میرے جیسے تن تنہا شخص کے لئے شادی نہ کرنا ہی بہتر ہے۔

پاربتی۔ تم تن تنہا کیوں ہو۔ کیا تم ہمیں بیگانہ ہی سمجھتے ہو۔

(جوگیش اور اگھور گھٹک داخل ہوتے ہیں)

چندر۔ اگھور بھائی تم کہاں سے آنکلے۔

اگھور۔ جوگیش کے لئے ایک رشتہ لایا ہوں۔ لڑکی کا باپ ایک بڑا زمیندار ہے۔ لڑکی اس کی اکلوتی بیٹی ہے۔ اور ہر وجہ سے قابل تعریف ہے۔ بیس پچیس ہزار کا جہیز بھی ساتھ لائیگی۔

جوگیش۔ روپے کے لئے شادی کرنا غلطی ہے۔ روپیہ اس سے بہت کم قیمت پر مل سکتا ہے۔

اگھور۔ تم تو دیوانے ہو۔ لڑکی تو اچھی ہونی چاہئے۔ لیکن روپیہ پیسہ بھی ساتھ لائے تو کیا کہنا۔

جوگیش۔ لوگ تو یہی کہیں گے کہ گنیش چٹرجی کا پوتا شادی کر کے مالدار ہو گیا۔

چندر۔ تو کیا اگر اس کے ماں باپ مالدار ہیں تو اس کی شادی نہ ہو گی۔

جوگیش۔ جب وہ مالدار ہیں، تو انہیں اس کی شادی کسی مالدار ہی سے کرنی چاہئے۔

صاف ظاہر ہے کہ وہ تم کو ان سے بہتر سمجھتے ہیں۔

پاربتی۔ چندر کہتا تو درست ہے۔ ساوتری بولو تمہاری کیا رائے ہے۔

ساوتری۔ مَیں تو لڑکی کو دیکھے بغیر کوئی رائے نہیں دے سکتی۔

پاربتی۔ تو چلو چل کے دیکھ ہی کیوں نہ آئیں۔ ان کا گھر کچھ دُور بھی نہیں

چندر۔ چلئے مَیں آپ کو پہنچا آتا ہوں۔

(ساوتری چندر اور پاربتی جاتے ہیں)

اگھور۔ جوگیش بابو ساوتری کی شادی کی بھی کہیں فکر کی۔

جوگیش۔ میرے پاس روپیہ ہوتا تو اتنی دیر کیوں ہوتی۔ اب ساوتری کو ایسے ویسی جگہ بھی تو نہیں دیا جا سکتا۔

اگھور۔ چندر کے متعلق کیا رائے ہے۔

جوگیش۔ ماں کی رائے شاید ان کے حق میں نہ ہو۔

اگھور۔ کیوں اس میں تو روپے پیسے کا بھی خرچ نہیں۔

جوگیش۔ کہتے تو تم سچ ہو۔ مگر شاید چندر کو ہی اعتراض ہو۔

اگھور۔ اسے میں سمجھا لونگا۔

(چندر آتا ہے)

چندر۔ ساوتری اور ماں لڑکی کو دیکھ تو آئینگی۔ مگر یہ کیا ضروری ہے کہ ان کی پسند تمہاری پسند کے مطابق ہو۔

جوگیش۔ نہیں مجھے ساوتری کی پسند پر پورا اعتبار ہے۔ وہ خود مصور ہے اور مصور کی آنکھ حُسن کو پرکھنے میں غلطی نہیں کرتی۔

چندر۔ کیا ساوتری کو مصوّری کا بھی شوق ہے۔

جوگیش۔ یہ دیکھو اس البم میں سب کی سب تصویریں ساوتری کی کھینچی ہُوئی ہیں۔

چندر۔ (البم دیکھتے ہوئے) واہ ہمچی کی تصویر تو خوب ہے۔ معلوم ہوتا ہے فوٹو پر رنگ کر دیا ہے۔

جوگیش۔ نہیں ماں کو سامنے بٹھا کر کھینچی ہے۔

چندر۔ یہ تو ساوتری کی اپنی تصویر ہے۔ یہ کیسے کھینچی۔

جوگیش۔ آئینے میں اپنے آپ کو دیکھ کر۔

چندر۔ یہ تو بہت مشکل کام ہے۔ اگر اجازت دو۔ تو مَیں اسے تھوڑی دیر کے لئے لے جاؤں۔ ذرا غور سے دیکھنا چاہتا ہوں۔ مجھے بھی مُصوّری سے شوق ہے۔

جوگیش۔ اگر ساوتری سے پوچھ لیتے تو بہتر تھا۔

چندر۔ اب مَیں جانا چاہتا ہوں۔ شام کو کھانے پر آؤنگا۔

(جاتا ہے)

جوگیش۔ حالات تو امید افزا ہیں۔

اگھور۔ کیوں مَیں نہ کہتا تھا۔

(پاربتی آتی ہے)

پاربتی۔ چندر یہاں آیا تھا کہاں گیا ہے۔

جوگیش۔ کھانے کے وقت آجائیگا۔ مگر یہ تو کہئے۔ اگر ساوتری کی شادی چندر

سے کر دی جائے تو کیسا؟

پاربتی۔ خاندانوں کے درجے میں جو فرق ہے۔

اگھور۔ نہیں یہ فرق کوئی بڑا فرق نہیں ہے۔ شادی بالکل درست ہے

پاربتی۔ مگر چندر تو شادی ہی نہیں کرنا چاہتا۔

جوگیش۔ اگر میں اسے رضامند کر لوں۔

پاربتی۔ تو کیا کہنا۔ ایسا رشتہ قسمت سے ہی ملتا ہے۔

جوگیش۔ مگر ساونتری کی رائے۔

پاربتی۔ میں معلوم کر لوں گی۔

جوگیش۔ تو چلیے۔ آپ شام سے پہلے پہلے معلوم کر لیجیے۔ میں بھی ذرا شام کے کھانے کا انتظام کروں۔

(سب جاتے ہیں)

پردہ

تیسرا منظر

جوگیش کا کمرہ

چندر۔ (ساوتری کی تصویر کو دیکھتے ہوئے) صرف تصویر کو دیکھ دیکھ کر تو جی نہیں بھر سکتا۔ مگر ساوتری کے چہرے کی طرف دیکھا کس سے جائیگا۔ تصویر کو ہی دیکھا کروں کیا؟ مگر اس دل میں تو تارا کی محبّت تھی۔ ایک دوسری محبّت سے آلودہ دِل کو اس دیوی کی خدمت میں کیسے نذر کروں ......

(جوگیش داخل ہوتا ہے مگر رُک جاتا ہے)

مگر وہ جوگیش جو مہا دیو بابو کی بیٹی سے شادی کرنے پر رضامند نہیں ہوتا۔ کیا اپنی بہن کی شادی مجھ جیسے شخص سے کرنے پر رضامند ہو جائیگا۔ اس کا خاندان واقعی مجھ سے بہت بہتر ہے۔ تو پھر اس خیال کو چھوڑ دینا چاہیے۔

(تصویر کو الگ ہٹا کر رکھتا ہے)

جوگیش۔ (آتا ہے) چندر تم آ گئے۔ معاف کرنا۔ مجھے ذرا دیر ہو گئی۔ کہو کچھ اور بھی سُنا۔ آج ہی شام کو میری منگنی کی رسم بھی ادا ہو جائیگی۔

چندر۔ یہ بھی اچھّا ہُوا۔ کہو یار خوش تو بہت ہو گے۔

جوگیش۔ میری خوشی کو نہ پوچھو۔ مَیں خوش ہو چُکا۔

(اُٹھ کر جانا چاہتے ہیں)

مگر ساوتری کی تصویر کہاں ہے۔

چیندر۔ یہ ہے۔

جوگیش۔ یہ تم نے اس قدر ٹھنڈی سانس کیوں لی۔

چیندر۔ تصویر واپس دینے کو جی نہیں چاہتا۔

جوگیش۔ تو پھر اس تصویر کو اس کی مالک سے مانگ لو۔

چیندر۔ تو کیا وہ مجھے یہ تصویر دے دیگی۔

جوگیش۔ تصویر ہی تو ہے۔ اسے اس کے دینے میں کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔

چیندر۔ تصویر تو مَیں مانگ لوں۔ مگر وہ کیا سمجھیگی؟

جوگیش۔ تو پھر مت مانگو۔

چیندر۔ تو کیا تم مجھے اجازت دیتے ہو کہ مَیں یہ تصویر اس سے مانگ لوں۔

جوگیش۔ فرض کر لو کہ مَیں تمہیں اجازت دیتا ہوں۔

چیندر۔ جوگیش، تم نے مجھے ایک بڑی مصیبت سے بچا لیا ہے۔ مَیں تم سے سوال کرنے کی جُراَت بھی نہ کر سکتا تھا۔

جوگیش۔ اب آؤ۔ ذرا دیکھیں ماں کہاں ہے۔

(پاربتی اور ساوتری داخل ہوتی ہیں)

پاربتی۔ بیٹی آج تمہارے بھائی کی منگنی ہے۔ اور تم اس قدر چپ چاپ پھرتی ہو۔ ابھی وہ لوگ آتے ہونگے۔ ذرا باجے کو ٹھیک کر لو۔ آج بھی

نہ گاؤگی تو اور کس دن گاؤگی۔

ساوتری۔ تو ماں یہ کیوں نہیں کہتیں کہ آپ کا دل گانا سُننے کو چاہتا ہے۔

پاربتی۔ یوں ہی سہی۔ لو کچھ سُنا دو۔

ساوتری۔ بہت بہتر۔

(گاتی ہے)

(گانے کے بعد ہی چندر داخل ہوتا ہے)

چندر۔ واہ وا ساوتری تم تو خوب گاتی ہو۔ ایسا گیت تو مَیں نے پہلے کبھی نہیں سُنا۔

(جانا چاہتی ہے)

پاربتی۔ جاتی کہاں ہو۔ اب ایسی بھی شرم کیا۔ بیٹھو بھی۔

ساوتری۔ یہ چھپ کر سُن کیوں رہے تھے۔

چندر۔ اگر یہ قصور مجھ سے ہوا ہے۔ تو اب میرے سامنے گایئے۔ اس کی تلافی ہو جائیگی۔

ساوتری۔ (گردن جھکا کر) خوب!

پاربتی۔ نہیں نہیں مَیں فیصلہ کئے دیتی ہوں۔ پہلے چندر تم گاؤ۔ بچپن میں تو تم بہت اچھا گاتے تھے۔

چندر۔ ساوتری کے گانے کے بعد میرا گانا کیا خاک اچھا معلوم ہو گا۔

پاربتی (کچھ سُن کر) گاڑی کی آواز آتی ہے۔ دیکھوں کون ہے۔

(جاتی ہے)

ساوتری (چندر سے) میری تصویر بھی واپس لائے کیا۔

چندر۔ کیا آپ کو اس کی کچھ ایسی ہی ضرورت ہے۔ اور آج ہی۔

ساوتری۔ جی ہاں۔

چندر۔ مگر اسے واپس دینے کو تو میرا جی نہیں چاہتا۔

ساوتری۔ وہ تصویر واپس کر دیجئے۔ میں آپ کو کوئی اور تصویر دے دُونگی

چندر۔ لیکن آپ اپنی تصویر کو کیا کرینگی؟

ساوتری۔ بھائی نے کہہ سُنکر یہ تصویر کھنچوائی تھی۔ ورنہ مجھے اس کی کیا ضرورت تھی۔

چندر۔ تو گویا آپ کو اس کی کوئی ضرورت نہیں۔ خیر اس وقت میرے پاس رہنے دیجئے۔ پوری جانے سے پہلے واپس کر دُونگا۔

ساوتری۔ نہیں نہیں میں نہ مانوں گی۔ اُسے آج ہی بلکہ ابھی واپس کر دیجئے۔

چندر۔ میں اُسے بہت احتیاط سے رکھونگا۔ ایسی جلدی کیا ہے۔

ساوتری۔ بھلا اس تصویر میں رکھا ہی کیا ہے۔ کہ آپ اتنی ضد کرتے ہیں۔

چندر۔ جب انسان اصل نہ پا سکے تو نقل کو ہی رکھنا چاہیئے۔

ساوتری۔ آپ کا مطلب میں نہیں سمجھی۔

چندر۔ کیا واقعی نہیں سمجھیں۔

ساوتری (گردن جُھکا لیتی ہے)

چندر۔ تو کہو ساوتری کیا میں اس نقل کو دے کر اصل کو حاصل کرنے
کی امید کر سکتا ہوں۔

ساوتری (گھبرا کر) مہمان آگئے ہونگے۔ مجھے جانا چاہیے۔

(چندر دروازے پر اسے روک لیتا ہے)

چندر۔ جبتک مجھے امید نہ دلاؤ گی۔ میں تمہیں نہ جانے دُونگا۔

ساوتری۔ میں اس کا کیا جواب دے سکتی ہوں۔

چندر۔ جوگیش کو کوئی اعتراض نہیں۔ چچی بھی رضامند ہو جائیگی۔

ساوتری۔ پھر مجھ سے پُوچھنے کی کیا ضرورت ہے۔

چندر۔ اچھا یوں ہی سہی۔ تم ان کا مال ہو۔ مگر تصویر تو تمہاری ملکیت ہے۔
بتاؤ کیا اسے میں اپنے پاس رکھوں۔

ساوتری۔ پھر تو راستہ چھوڑ دو گے۔

چندر۔ ہاں۔

ساوتری۔ اچھا اسے تم لے لو۔

پردہ

دُوسرا باب (۲)

پہلا منظر

پُوری میں گریش بابو کا مکان

گریش۔ ہماری شادی کو اب دو سال ہو گئے ہیں۔ تارا! مگر اس عرصے میں ایک دِن بھی مَیں نے تمہارے چہرے پر ہنسی نہیں دیکھی۔

تارا۔ تو کیا عورتوں کے لئے ضروری ہے۔ کہ وہ ہر وقت ہنستی رہیں۔

گریش۔ ڈاکٹر کی رائے ہے کہ تم کو ہسٹریا کی شکایت ہو گئی ہے۔

تارا۔ ڈاکٹر پاگل ہے۔ مَیں تو ان دو سالوں میں اس قدر موٹی ہو گئی ہوں۔ کہ سب کپڑے تنگ ہو گئے ہیں۔

گریش۔ شادی سے پہلے تو لڑکی ہی تھیں۔ اور اب

تارا۔ بس بس رہنے دو۔ مجھے تمہارے مذاق سے نفرت ہے۔

گریش۔ تارا مجھے تو تم سے اتنی محبّت ہے۔ اور تم مجھے دیکھنا بھی پسند نہیں کرتیں۔

تارا۔ تم ہر وقت یہی کہتے رہتے ہو۔ کیا تم چاہتے ہو کہ مَیں ہر وقت تمہارے گلے میں باہیں ڈال کر بیٹھی رہوں۔ تم اپنی عمر کی طرف تو دیکھو۔

گریش - کیا مَیں اس قدر بوڑھا ہوں؟

تارا - تمہارا لڑکا اب شادی کے قابل ہو گیا ہے - وہ ان باتوں کو دیکھیگا تو کیا کہیگا -

گریش - اس کی عمر تو ابھی تیرہ برس کی ہے -

تارا - یہی عمر تو شادی کی ہے - عورتیں تو اس عمر میں عیال بھی جاتی ہیں کیا تم تیرہ برس کی عمر میں بچے ہی تھے -

گریش - اتنے دنوں کی بات مجھے یاد کہاں -

تارا - ہاں یاد بھی کیسے رہتی - عرصہ بھی تو کوئی تیس برس کا ہو گیا ہو گا -

گریش - تو کیا میری عمر تینتالیس برس کی ہے -

تارا - شکل تو یہی کہتی ہے -

گریش - میری عمر تو پینتیس سال کی ہے - اگر یقین نہیں آتا - تو وہ میری جنم پتری دیکھ لو -

تارا - جنم پتری تم نے شادی کے وقت بنوائی ہو گی -

گریش - یہ تو ٹھیک ہے مگر وہ غلط نہیں -

تارا - دیکھو مَیں نے کیسے سمجھ لیا -

گریش - کیوں نہ سمجھو گی - دل میں رہ کر دل کا حال تمہیں کیوں معلوم نہ ہو -

تارا - پھر وہی مذاق - مَیں کہتی ہوں مجھ سے ایسا بھونڈا مذاق مت کیا کرو - ہاتھی ناچتا ہُوا اچھا معلوم نہیں ہوتا -

گریش - تارا تم دِن بدن زیادہ گستاخ ہوتی جاتی ہو - میرے صبر کی بھی ایک

انتہا ہے۔

تارا۔ تو مجھے اپنے گھر بھیجدو۔ (اُٹھتی ہے)

گریش۔ نہیں نہیں تارا۔ تم تو واقعی خفا ہو گئیں۔ میں تو یونہی چھیڑ رہا تھا۔

تارا۔ میں ایسی چھیڑ نہیں چاہتی۔ مجھے ایسے پیار کی کچھ ضرورت نہیں۔

گریش۔ ڈاکٹر کی رائے ہے کہ تم صبح اور شام کے وقت سمندر کے کنارے سیر کیا کرو۔

تارا۔ تو کیا سیر کے سوا مجھے اور کوئی کام نہیں۔

گریش۔ نہیں تو تم بہت موٹی ہو جاؤ گی۔

تارا۔ پھر کیا ہو گا۔

گریش۔ تمہارا خوبصورت جسم بدنما ہو جائیگا۔

تارا۔ یہی تو میں چاہتی ہوں۔

گریش۔ کیا کہتی ہو۔ حسن عورت کی سب سے قیمتی دولت ہے۔

تارا۔ اس عورت کے لئے جس کا کوئی محبت کرنے والا ہو۔

گریش۔ تو کیا میں اس قابل نہیں۔

تارا۔ تم اپنی صحت کی فکر کرو۔

گریش۔ پھر۔

(اس کا ہاتھ پکڑ لیتا ہے چوڑی ٹوٹ جاتی ہے)

تارا۔ دیکھا اپنی وحشیانہ حرکت کا نتیجہ۔ میں اب یہاں ایک لمحہ کے لئے بھی

نہ رہوں گی۔

گریش - معاف کرو۔ اب ایسا کبھی نہ ہوگا۔

(اس کے پاؤں پر گرتا ہے)

تارا (اٹھاکر) ہیں ہیں کیا کرتے ہو۔

گریش - تو آؤ ذرا سمندر کے کنارے سیر کر آئیں۔ اس سے تمہاری طبیعت بہل جائیگی۔

تارا - واہ لوگ کیا کہیں گے۔

گریش - وہاں اس وقت کون ہوگا۔ یہاں کے لوگوں کو سیر کا شوق ہی نہیں۔

تارا - اتنے بنگالی یہاں رہتے ہیں۔

گریش - اب مجھے ہی دیکھ لو۔ مَیں کبھی جاتا ہوں۔ البتہ ایک بنگالی وکیل ہیں۔ وہ ہر روز صبح و شام سیر کرنے آتے ہیں۔ وہ بھی تھوڑے دنوں میں تھک جائیں گے۔ ابھی نئے نئے آتے ہیں۔

تارا - وہ کون ہیں؟

گریش - چند کمار مکرجی۔

(تارا گھبراتی ہے)

ہیں یہ گھبراہٹ کیسی۔

تارا - یونہی کچھ گھبراہٹ سی ہے۔ شاید ڈاکٹر سچ کہتا تھا۔ یہ کہیں ہسٹیریا نہ ہو۔

گریش - تو کیا ڈاکٹر کو بلاؤں۔
تارا - نہیں ڈاکٹر کیا کریگا۔
گریش - تو تم سیر ضرور کیا کرو۔ چندر بابو کہتے تھے۔ کہ سمندر کے کنارے سیر کرنے سے ان کی صحت بہت اچھی ہو گئی ہے۔
تارا - تو وہ یہاں کب سے ہیں۔
گریش - کوئی دو سال ہوتے ہماری شادی کے بعد ہی غالباً وہ آئے تھے۔ اب شادی کرنے کے بعد پھر آئے ہیں۔

(تارا گھبراتی ہے)

ہیں پھر وہی کپکپی۔ تمہاری طبیعت اچھی نہیں۔
تارا - تو شاید میں واقعی ہسٹیریا میں مبتلا ہو گئی ہوں۔ اچھا اگر ڈاکٹر کہتا ہی ہے۔ تو میں شام کو سیر کرنے جایا کروں گی۔ مگر میں تمہارے ساتھ نہیں جاؤں گی۔ مجھے شرم آئیگی۔
گریش - میرے پاس شام کو وقت ہی کہاں ہے۔ شام کے وقت تو موکل آتے ہیں۔
تارا - تو کیا چندر بابو کا کام نہیں چلتا۔ کہ وہ ہر روز سیر کو چلے جاتے ہیں۔
گریش - نہیں نہیں وہ بہت قابل آدمی ہیں۔ تھوڑے سے عرصے میں اُن کا کام چل نکلا ہے۔
ہیں پھر وہی گبراہٹ

تارا - اچھا اچھا۔ میں شام کو ضرور سیر کرنے جاؤں گی۔ شاید اس سے فایدہ ہو۔

گریش - تو اب شام ہی کا وقت ہے۔ اگر جانا ہو تو ابھی جاؤ۔ کسی ملازمہ کو ساتھ لے جاؤ۔

تارا - اچھّا۔

(جاتے ہیں)

پردہ

دُوسرا منظر

سمندر کا کنارہ

(چندر کمار سیر کر رہا ہے)

(تارا دوسری طرف سے داخل ہوتی ہے)

چندر - اُف - کتنی خوبصورت عورت ہے -

(مُنّہ موڑ کر چلا جاتا ہے)

تارا - (آہستہ سے) چندر بابو !

چندر - مجھے کس نے بُلایا ؟

تارا - میں نے -

چندر - کیوں ؟

تارا - ذرا آنکھ اُٹھا کے تو دیکھو !

چندر - کون ؟ تارا - تم کتنی بدل گئی ہو ؟

تارا - ہاں میں بہت بدشکل ہو گئی ہوں - اسی لئے تو تم مجھے پہچان نہیں سکے -

چندر - مگر تم یہاں کہاں ؟

تارا - میں دو سال سے یہیں ہوں -

تارا - گریش بابو سے۔
چندر - وہ تو بہت اچھے آدمی ہیں۔ سب وکیلوں میں ان کی زیادہ آمدنی ہے۔
تارا - تو کیا تم سُنکر خوش ہُوئے ؟
چندر - کیوں نہیں۔
تارا - تم کو کچھ افسوس نہیں ہُوا ؟
چندر - افسوس کیوں ہوتا۔
تارا - کیوں ہوتا ؟ تمہیں جب مجھ سے زیادہ خوبصورت بیوی مل گئی تو افسوس کیوں ہوتا ؟
چندر - ہاں ہے تو ٹھیک۔
تارا - اسی لئے تو کسی اور کی طرف نظر نہیں اُٹھتی۔ کہو پھر بھی کہو گے۔ کہ تمہیں مجھ سے محبّت ہے۔
چندر - تو تم کو بھی تو مجھ سے کوئی ایسی محبّت نہیں۔ بہت خوش وخرّم نظر آتی ہو۔
تارا - مَیں مر ہی جاتی تو تم خوش ہوتے۔
چندر - نہیں، تم کو خوشحال دیکھ کر مَیں بھی خوش ہو گیا۔
تارا - تمہیں کیسے معلوم ہُوا۔ کہ مَیں خوش ہوں۔
چندر - تمہاری شکل وصورت سے۔
تارا - تمہاری شکل وصورت سے بھی کوئی ایسا غم تو نظر

نہیں آتا۔

چندر ۔ تو میں کب کہتا ہوں کہ مجھے کوئی غم ہے۔

تارا ۔ تم پہلے سے زیادہ مہذب ہو گئے ہو۔ تم نے واقعی تارا کو بھلا دیا ہے۔

چندر ۔ ہاں اور تارا کو بھی مجھے بُھلا دینا چاہیئے۔

تارا ۔ وہ دیکھو سمندر میں ایک لہر اُٹھی ہے۔ اس سے کہو کہ واپس چلی جائے۔

چندر ۔ اب میں اس طرف سیر کو کبھی نہ آؤنگا۔

تارا ۔ کیوں مجھے اب تم دیکھ بھی نہیں سکتے۔ کیا مجھے دیکھنا بھی گناہ ہے؟

چندر ۔ نہیں تارا ۔ تم اب ایک شریف شخص کی بیوی ہو۔ اب تم بچّی نہیں۔

تارا ۔ اچھا اچھا اب میں یہ بچپن کی باتیں نہیں کروں گی۔ مگر تم سیر کو ضرور آیا کرو۔

چندر ۔ میں آؤنگا۔ مگر اس شرط پر کہ تم سیر کو اکیلی نہ نکلا کرو۔ گریش بابو کے ساتھ تم کیوں نہیں آتیں۔

تارا ۔ ان کے پاس وقت ہی کہاں ہے۔ وہ تو ہر وقت مقدموں کی فکر میں رہتے ہیں۔

چندر ۔ وہ دیکھو کچھ لوگ ادھر آرہے ہیں۔ تم جاؤ۔

تارا۔ اچھا۔

(جاتی ہے)

چندر۔ بڑی مشکل سے میں نے تارا کو بھلا دیا تھا۔ پھر میری زندگی کو جلا کر راکھ کرنے کے لئے اپنے حسن کے شعلے لے کر مجھ پر حملہ آور ہوتی ہے۔ میں اب پوری میں نہ رہوں گا۔ تو میں ساوتری کو یہاں بلا ہی کیوں نہ لوں۔ اس کی موجودگی میں میں ہر آفت سے بچ سکتا ہوں۔

(جاتا ہے)

پردہ

دوسرا باب (۲)

تیسرا منظر

چندر بابو کا کمرہ

رات کے گیارہ بجے

(چندر ایک کتاب پڑھ رہا ہے)

چندر۔ کسی طرح بھی کتاب میں جی نہیں لگتا۔ تارا دو سال میں کسقدر خوبصورت ہو گئی ہے۔ اس کی آنکھیں پہلے سے زیادہ روشن ہیں۔ اب تو ان میں بجلیاں کوندتی ہیں۔ اور اس کا شباب۔ اُف میں کیا سوچ رہا ہوں۔ (خیال بدلنا چاہتا ہے) ساوتری اس وقت اپنے گھر میں آرام سے سو رہی ہو گی۔ نہیں نہیں مجھے یاد کر رہی ہو گی۔

(تارا ایک چادر میں لپٹی ہوئی داخل ہوتی ہے)

کون ؟

(تارا چادر پھینک دیتی ہے)

تارا۔ میں۔

چندر۔ تارا۔ اس وقت۔ تم کیوں آئی ہو۔ گریش بابو کہاں ہیں۔

تارا ۔ وہ ایک مقدمے کے لئے کٹک گئے ہیں۔ وہ یہاں نہیں ہیں مت ڈرو۔

چندر۔ مگر تم اس وقت یہاں کیوں آئی ہو۔

تارا ۔ یونہی اکیلے پڑی پڑی گھبرا گئی تھی۔ لاکھ کوشش کی نیند نہیں آئی۔

میں نے کہا تمہیں سے دو باتیں کر آؤں۔

چندر۔ یہ بہت ہی بیجا حرکت ہے۔ جاؤ اپنے گھر میں آرام کرو۔

تارا۔ یہ بیجا حرکت تو اب ہو ہی گئی۔ اب جانے سے کیا فایدہ ہوگا۔

چندر۔ نہیں تمہیں جانا پڑیگا۔

تارا۔ میرے سوامی! میرے پتی! مجھے اپنے گھر سے اس طرح مت نکالو میرا گھر یہی ہے۔

چندر۔ تارا میری شادی ہو چکی ہے۔ تم اب ایک دوسرے شخص کی بیوی ہو۔ سوچو تو تم کیا کہہ رہی ہو۔

تارا۔ میں ایک مجبور عورت تھی۔ میری شادی کر دی گئی۔ مگر تم نے ایک آزاد مرد ہوکر کیوں شادی کر لی۔ اس کا جواب دو۔ مجھ سے محبت کرنے کے بعد تم کو ایک دوسری عورت سے محبّت کرنے کا کیا حق تھا۔

چندر۔ جب میں نے شادی کی اس وقت تمہاری شادی ہو چکی تھی۔ میں تم کو بھول گیا تھا۔

تارا۔ جھوٹ ہے۔ انسان صرف ایک دفعہ محبت کر سکتا ہے۔ پہلی محبّت کو کوئی شخص نہیں بھلا سکتا۔ کہو سچ سچ کہو۔ کیا تم مجھے بھلا سکتے ہو۔ چندر بولو۔ چُپ کیوں ہو۔ یہی حالت جو میری ہے تمہاری بھی ہے۔ صرف تم جھوٹ بول سکتے ہو۔ میں جھوٹ بولنا نہیں چاہتی۔

چندر۔ تارا تم نے سچ کہا۔ میں تمہیں آجتک نہیں بھلا سکا۔ اور شاید کبھی نہ بھلا سکوں لیکن تم عورت ہو ابھی بہت کم سن ہو۔ میں مرد ہوں مجھے آیندہ کا خیال کرنا ضروری ہے۔ دیکھو انسان کا دل بہت کمزور ہے۔ اگر ایک دفعہ پاؤں پھسل گیا۔ تو میں کہاں جاکر گرونگا۔ کچھ اس کا بھی اندازہ کیا ہے۔

تارا۔ میں اب بد عصمت ہوں۔ تم اب بدکار ہو۔ تم میرے شوہر ہو جس کو میں نے اپنی محبت کے لیے خود منتخب کیا۔ اب میں ایک بیگانے مرد کے ساتھ زندگی بسر کر کے زندہ جہنم میں رہتی ہوں۔ اگر تم مجھے مل جاؤ تو میں نیک اور پارسا بن جاؤنگی۔ گناہ سے بچ جاؤنگی۔ چندر! میرے سوامی! مجھے بچالو۔ مجھے ایک بیسوا کی زندگی سے آزاد کر دو۔

چندر۔ لیکن تارا تم نے سوچا بھی۔ میری بیوی کا کیا حشر ہو گا۔

تارا۔ مجھے اس کی کچھ پروا نہیں۔ تم پر اُس کا حق مجھ سے زیادہ نہیں ہے۔ میں ہُوں تمہاری پہلی، تمہاری اصلی بیوی، دیکھو اگر تم نے مجھ سے محبت نہ کی۔ تو میں دیوانی ہو جاؤنگی۔

چندر۔ تو تمہیں بچانے کے لیئے تم چاہتی ہو۔ کہ میں دیوانہ بن جاؤں۔

تارا۔ پتھر کبھی دیوانہ نہیں ہو سکتا۔ تم پتھر کے بُت ہو۔

چندر۔ تارا میں پتھر نہیں۔ بے حس نہیں۔ مجھ پر ترس کھاؤ۔ جاؤ اپنے گھر جاؤ۔

تارا۔ نہیں چندر۔

چندر (درشتی سے) جاؤ تارا۔

تارا۔ (آنکھوں پر ہاتھ رکھ کے) اُف تم کسقدر بے رحم ہو۔

چندر۔ میں بیرحم نہیں ہوں۔ ایک دِن آئیگا۔ جب تم جان لوگی کہ میں نے تم پر کسقدر رحم کیا ہے۔

تارا۔ مجھے ایسے رحم کی ضرورت نہیں۔

چندر۔ اگر تمہیں میرے رحم کی ضرورت نہیں تو خدارا مجھ پر رحم کرو اور گھر چلی جاؤ۔

تارا ۔ میں ہرگز نہیں جاؤنگی ۔ ہاں اگر تم چاہتے ہو ۔ تو مجھے زبردستی نکال دو ۔
چندر ۔ زبردستی نکال دوں ۔ ایسا تو مجھ سے کبھی نہ ہوگا ۔ لو تم ٹھیرو میں جاتا ہوں ۔

(باہر جانے کی کوشش کرتا ہے)

تارا ۔ تم مجھ سے چھپ کر کہاں جا سکتے ہو ۔
چندر ۔ تم مجھے دیوانہ بنا دوگی ۔
تارا ۔ چندر اس قدر بے اعتنائی نہ کرو ۔ میں تمہیں سچے دل سے چاہتی ہوں ۔ میری محبّت لازوال ہے ۔
چندر ۔ اگر تمہارے خیال میں اسی کا نام محبّت ہے تو تم محبت کی توہین کرتی ہو ۔ جاؤ اپنے گھر جاؤ ۔
تارا ۔ میں اپنی مرضی سے کبھی نہیں جاؤنگی ۔
چندر کمار ۔ اچھا تم یہاں بیٹھو ۔ میں ابھی آتا ہوں ۔ (جاتا ہے)
تارا ۔ تم ان بہانوں سے جان نہ چھڑا سکوگے ۔ اچھا میں دیکھوں گی ۔ یہ بے اعتنائی کب تک رہتی ہے ۔ (جاتی ہے)

(چندر داخل ہوتا ہے)

چندر کمار ۔ ساوتری تم کہاں ہو ۔ جلدی آؤ ۔ اور اپنے شوہر کو تباہی سے بچاؤ ۔ میں بے بس ہو رہا ہوں ۔ میں جہنّم کے کنارے پر کھڑا ہوں ۔ اگر ایک قدم آگے پڑ گیا تو آہ کیا ہوگا . . . . . .

پردہ

تیسرا باب (۳)

پہلا منظر

چندر کمار اور ساوتری چندر کمار کے مکان میں

چندر - ساوتری - میرا ضمیر مجھے تمہارے قریب بیٹھنے کی اجازت نہیں دیتا۔ مجھ پر گناہ کا تاریک سایہ پڑ چکا ہے۔

ساوتری - تم گناہگار کیوں ہونے لگے - تم گناہ کے پنجے سے بچ کر نکل آئے ہو۔

چندر کمار - صرف میرا جسم - مگر اس دل کو کیا کروں - تارا کی یاد میرے دل پر غم کی سیاہ گھٹا کی طرح چھائی ہوئی ہے۔

ساوتری - یہ تو کوئی گناہ نہیں ہے۔

چندر کمار - کیوں نہیں - اگر تم آج نہ آتیں ——

ساوتری - اب اس ذکر کو جانے دو - آخر تم انسان ہی تو ہو۔

چندر - لیکن ساوتری تم بھی تو انسان ہو - فرض کرو - کہ تم سے کوئی شخص ایسی محبت کرے - جیسی تارا کو مجھ سے ہے - تو کیا تم اس کو اپنے دل میں جگہ دو گی۔

ساوتری - عورتوں کے دل اور دماغ کی ترکیب ہی مختلف ہے جب مجھے تم سے کوئی شکایت نہیں - تو تم اپنے آپ کو مجرم کیوں سمجھتے ہو۔

چندر- اسی لئے کہ مَیں تمہارے جیسی بیوی کا شوہر ہوں- ساوتری- تم نیکی کا سورج ہو- گناہ کا سایہ تمہارے قریب نہیں آ سکتا-

ساوتری- نہیں نہیں- تم ہی ہو میرے دیوتا مَیں تو صرف تمہاری پجارن ہوں-

چندر- ساوتری- میرے دماغ کو اس نجاست سے تم ہی پاک کر سکتی ہو-

ساوتری- اِس بات کا خیال ہی چھوڑ دو- لو مَیں تمہیں ایک نیا گیت سناتی ہوں-

گیت

پرم پتا کرپال جگ پر- بیشور جگ دیال
دُکھ سنکٹ میں تیرا سہارا
بپتا کی رین میں تو دھرو تارا
پرم پتا کرپال جگ پر بیشور جگ دیال
ستھر دھرتی آکاش تم ہی سے
نر آشوں کی آش تم ہی سے
پرم پتا کرپال جگ پر بیشور جگ دیال

چندر- آہ ساوتری- تم نے مجھ کو گناہ سے بچا لیا ہے- لیکن صرف مجھے بچانا ہی کافی نہیں- جس طرح بنے تارا کو بھی بچاؤ- مجھے یقین ہے کہ اگر تم اس سے چھو بھی جاؤ گی تو وہ پاک ہو جائیگی-

ساوتری- مَیں تارا کو کیسے بچا سکتی ہوں- اس کو تو میری شکل سے بھی نفرت ہو گی-

چندر۔ ساوتری۔ کسی طرح اُسے اپنے شوہر سے محبت کرنا سکھاؤ۔ اسی طرح کی محبت جیسی تم مجھ سے کرتی ہو۔

ساوتری۔ مگر مَیں اس سے مِل کہاں سکتی ہوں۔

چندر۔ کیا تم خیال کرتی ہو کہ اگر مَیں نے ایک دفعہ اس کی آرزوؤں کو ٹھکرا دیا۔ تو پھر وہ کبھی مجھ سے ملنے کی خواہش نہیں کریگی اگر گریش بابو کلکتہ سے ابھی تک واپس نہیں آتے۔ تو تارا ضرور آج رات کو پھر یہاں آئیگی۔ تم اس وقت اسے سمجھا سکتی ہو۔

ساوتری۔ اگر تم اجازت دو۔ تو مَیں اس کے گھر ہی کیوں نہ چلی جاؤں۔

چندر۔ ہاں یہ اچھا ہوگا۔ کل ضرور اس کے ہاں جاؤ۔ یہ نیکی کا کام ہے اور تم نیک کام کرنے کے لئے ہی پیدا کی گئی ہو۔ آؤ کھانے کو دیر ہوئی جاتی ہے۔ تم بہت تھک گئی ہوگی۔

(جاتے ہیں)

پردہ

دوسرا منظر

گریش بابو کا مکان

تارا صوفے پر بیٹھی پڑھ رہی ہے ساوتری داخل ہوتی ہے،

تارا - تم کون ہو؟

ساوتری - میرا نام ساوتری ہے۔

تارا - ساوتری کون۔

ساوتری - میں چندر بابو کی بیوی ہوں۔

تارا - آپ کیسے تشریف لائیں۔

ساوتری - میں آپ سے بھیک مانگنے آئی ہوں۔

تارا - میں بھیک کیا دے سکتی ہوں۔

ساوتری - شوہر۔

تارا (مسکراتے ہوئے) بھلا میں انکار کر سکتی ہوں۔ دیدیا۔

ساوتری - تو کیا اب تم اُن سے کوئی تعلق نہ رکھو گی۔

تارا - بالکل نہیں۔ یہ تعلق تو سراسر میری مرضی کے خلاف ہے۔

ساوتری - تم کیا کہتی ہو۔ تمہاری مرضی کے خلاف ہے۔

تارا - تم گریش بابو کا ذکر کر رہی ہو، نا - وہ تمہاری نذر ہیں - اور بالکل مفت

ساوتری - آہ - میں تم سے اپنا شوہر بھیک مانگتی ہوں۔

تارا - تمہاری چیز کو بھیک میں دینے کا مجھے کیا اختیار ہے۔

ساوتری۔ تارا! تم اس کو مجھ سے چھین لینے کی کوشش کر رہی ہو۔

تارا۔ تم غلط کہہ رہی ہو۔ میں اُسے چھین لینے کی کوشش کر رہی ہوں یا تم نے اس کو مجھ سے چھین رکھا ہے۔

ساوتری۔ میں نے تم سے چھین رکھا ہے۔ تمہاری ان کے ساتھ شادی نہیں ہوئی؟

تارا۔ شادی؛ تمہارے فضول رواج کے مطابق نہ ہو مگر میرے لیے یہی شادی ہے۔ میں اس کی تھی اور وہ میرا تھا۔

ساوتری۔ تم کسی غلط فہمی میں مبتلا ہو۔ انہوں نے مجھ سے شادی سے پہلے سب کچھ کہہ دیا تھا۔

تارا۔ تو اس نے تم سے جو کچھ کہا جھوٹ کہا۔

ساوتری۔ وہ جھوٹے سہی۔ لیکن تم تو گریش بابو کی بیوی ہو۔

تارا۔ مجھے افسوس ہے۔ کہ میں انکی بیوی ہوں لیکن بہت جلد یہ رشتہ منقطع ہو جائیگا

ساوتری۔ لیکن تم دو سال سے ان کے گھر میں رہتی ہو۔ ان کی کمائی کھاتی ہو۔

تارا۔ اگر تم میری جگہ پر ہوتیں تو کیا کرتیں۔

ساوتری۔ میں ان سے کبھی شادی نہ کرتی۔

تارا۔ کیا یہ بھی ممکن ہے کہ ایک کمزور عورت مردوں کی مرضی کا مقابلہ کیسے کر سکتی ہے۔ یہ اختیاری بات نہ تھی۔

ساوتری۔ لیکن موت تو ایک اختیاری امر ہے۔

تارا۔ تو کیا تم مر جاتیں۔

ساوتری۔ بیشک۔

تارا۔ شاید میرا دل اتنا مضبوط نہیں۔

ساوتری- تو پھر اپنے خاوند کے ساتھ صبر اور شکر کے ساتھ دن گذارو۔ اور میرے خاوند کو چرانے کی کوشش نہ کرو۔

تارا- اگر چوری کا اندیشہ ہو تو پولیس میں اطلاع دیدو۔

ساوتری- تمہارے سینے کے اندر ایک دل ہے۔ وہی ایشور کا گھر ہے۔ میری پولیس ہے۔ میں اسے اطلاع دینے آئی ہوں۔

تارا- تم جیسی پاک عورتوں کے دل میں شاید ایشور رہتا ہو۔ میں نے تو اسے کبھی نہیں دیکھا۔

ساوتری- تو کیا تم ایشور کی ہستی سے بھی منکر ہو۔

تارا- ہاں میں سب سے منکر ہوں۔

ساوتری- تو پھر تم کسی کو مانتی بھی ہو۔

تارا- صرف چندر کو۔ میرے دل کے مندر میں صرف چندر رہتا ہے۔ اور میں اسی کو پوجتی ہوں۔

ساوتری- بہن اپنی بہتری کے لئے چندر کی بہتری کیلئے اس کے خیال کو چھوڑ دو۔

تارا- اس کے چھوڑنے میں میری بہتری ہے یا تباہی؟ ساوتری۔ اگر میں نے اُسے چھوڑ دیا تو میری زندگی حرام ہو جائیگی۔ اگر میں تم سے کہوں کہ چندر کو میرے لئے چھوڑ دو۔ تو کیا تم مان لوگی؟

ساوتری- اگر اس میں چندر کی بہتری ہو۔ تو میں ضرور اُسے چھوڑ دونگی تمہیں دعوےٰ ہے کہ تم چندر سے محبت کرتی ہو۔ کیا تمہاری محبت گوارا کر سکتی ہے۔ کہ وہ مصیبت میں گرفتار ہو جائے۔

تارا۔ کیسی مصیبت۔

ساوتری۔ تو معلوم ہوتا ہے۔ تم نے اس کے نتیجہ پر غور نہیں کیا۔ ذرا سوچو تو۔ اگر کسی کو اس کا علم ہو جائے۔

تارا۔ علم کیسے ہو سکتا ہے۔ مگر سُنو۔ ساوتری اگر تم نے کسی سے کہا۔

ساوتری۔ تو کیا ہوگا۔

تارا۔ میں تمہیں جان سے مار ڈالونگی۔ بہتر تو یہی ہے کہ تم پوری سے چلی جاؤ۔

ساوتری۔ مجھے موت سے کوئی ڈر نہیں ہے

تارا۔ مگر میں اپنے چندر کے ساتھ تمہیں رہنے کی اجازت کبھی نہ دونگی۔ اگر تم اپنی جان کی دُشمن نہیں۔ تو کلکتہ چلی جاؤ۔

ساوتری۔ میری جان لیکر تم جہنم کے عذاب سے نہ بچ سکوگی۔

تارا۔ کیا تم میرے گھر میں میری توہین کرنا چاہتی ہو۔

ساوتری۔ اگر میں نے کوئی ناگوار بات کہہ دی ہو تو معاف کرو۔

تارا۔ میں معاف کرنا نہیں جانتی۔ جاؤ۔

ساوتری۔ تارا۔ بھکاری کو بھیک دئے بغیر نکال دینا گناہ ہے۔

تارا۔ میں گناہ سے نہیں ڈرتی۔

ساوتری (تارا کے پاؤں پر گر کر) تارا میری بہن۔ مجھے مایوس نہ پھراؤ۔ تم اس سرزمین کی بیٹی ہو۔ جس میں سیتا۔ ساوتری۔ پدمنی جیسی دیویاں پیدا ہوئیں۔ تم اس مُلک کی عورت ہو۔ جس میں عورتیں چتا میں جلکر خاک ہو جاتی تھیں۔ جہاں شوہر اپنی بیویوں کے ابشور ہیں۔ جس میں عورت

کا سب سے بڑا زیور اس کی عصمت ہے۔ تمہارا شوہر دولت میں عزت میں نیکی میں ایک دیوتا ہے۔ اس کی عزت کرو۔ اس سے محبت کرو۔ اسکی پوجا کرو۔

تارا۔ اگر گریش بابو تمہیں اتنے پسند ہیں تو ان کو تم لے لو اور چندر مجھے دے دو۔

ساوتری۔ تارا شرم کرو۔ تم کیا کہہ رہی ہو۔

تارا۔ عوض معاوضہ تو زمانے کا رواج ہے۔ بی پنڈتانی اگر تم اسقدر پرہیزگار ہو تو جاؤ۔ کسی مندر میں ایشور کی پوجا کرو۔ محبت کر کے تم کیا کرو گی۔ چندر تمہارے کام کی چیز نہیں۔

ساوتری۔ تم محبت کو کیا جانو۔ تم صرف اپنے آپ سے محبت کرتی ہو۔

تارا۔ تم نے پھر میری توہین کی۔ جاؤ جاؤ۔ ورنہ میں تمہیں اپنے گھر سے نکال دونگی۔

ساوتری۔ نہیں نہیں تارا میں بھیک لئے بغیر نہیں جا سکتی۔

تارا۔ خیر۔ میں تو جا سکتی ہوں۔ ہاں چندر سے کہہ دینا۔ میں رات کو دس بجے آؤنگی۔ گریش بابو کٹک سے واپس نہیں آئے۔

(تارا جاتی ہے)

ساوتری (مایوس ہو کر) ہری! یہ میرے دل سے تارا کے حق میں بد دعا کیوں نکل رہی ہے۔ ایشور۔ اس بد دعا کو نہ سن۔ اس کو عقل دے اس کے دل میں اپنے شوہر کی محبت دے۔

(جاتی ہے)

پردہ

تیسرا منظر

چندر کمار کے گھر کا ایک کمرہ

(چندر کمار اور ساوتری بیٹھے ہیں)

ساوتری- اب دس بجنے کو ہیں۔ تارا نے اسی وقت آنے کو کہا تھا۔ میری موجودگی میں اس کا یہاں آنا کچھ اچھا معلوم نہ ہوگا۔ میرا یہاں سے چلا جانا ہی مناسب ہے۔

چندر- نہیں نہیں وہ اب نہیں آئیگی۔ یونہی تمہیں دق کرنے کے لئے کہتی ہوگی۔ تمہاری موجودگی میں وہ یہاں آنے کی جُرأت کیسے کر سکتی ہے۔

ساوتری- وہ ضرور آئیگی۔ اگر اور کسی غرض سے نہیں۔ تو صرف مجھے نیچا دکھانے کے لئے آئیگی۔

چندر- تو اگر وہ یہاں آئی تو اُسے خود نیچا دیکھنا پڑیگا۔

ساوتری- نہیں نہیں چندر تمہیں یہ حق حاصل نہیں۔ کہ جو تمہارے گھر آئے تم اُس کی توہین کرو۔ خصوصاً تارا کی۔ وہ تو تم سے محبّت کرتی ہے۔

چندر- کیا اسے تم محبّت کہتی ہو۔

ساوتری- کیوں نہیں، محبّت کے عام مفہوم یہی ہیں۔

چندر- پھر تم اپنی محبّت کو کیا کہوگی۔

ساوتری- تارا تو میری محبّت کو محبّت ہی نہیں سمجھتی۔

چندر- اچھا اگر وہ آ ہی جائے تو تم اس کمرے میں بیٹھ کر ہماری گفتگو ضرور سُننا۔

ساوتری- توبہ توبہ یہ بھی کہیں ہو سکتا ہے۔ اگر تم اجازت دو۔ تو میں رگھو اور کامنی کو ساتھ لیکر ذرا سمندر کے کنارے سیر کر آؤں۔ آج چاندنی رات ہے۔

چندر- نہیں نہیں یہ وقت سیر کے لئے اچھا نہیں۔اس وقت سمندر کے کنارے سانپوں کی کثرت ہوتی ہے۔

ساوتری- اچھا پھر میں باورچی خانے میں جاکر بیٹھتی ہوں۔

چندر- مجھے اس طرح تارا کے پنجے میں چھوڑ کر جانے کا تمہیں حوصلہ ہے

ساوتری- اس میں حوصلہ کی کیا ضرورت ہے۔

چندر- اگر میں مجبور ہو گیا تو۔

ساوتری- یہ ناممکن ہے۔

چندر- کیوں۔

ساوتری- میں یہ نہیں جانتی۔ مگر میں جانتی ہوں۔ کہ یہ ناممکن ہے۔

چندر- تو کیا تم مجھ پر اتنا اعتبار کرتی ہو۔

ساوتری- اس میں اعتبار یا بے اعتباری کا کیا سوال ہے۔

چندر (آواز سنکر) وہ دیکھو کوئی دروازہ کھٹکھٹا رہا ہے۔ تارا کے سوا اس وقت کون آسکتا ہے۔ تم سچ کہتی تھیں۔

ساوتری- تو میں جاتی ہوں۔

چندر- ٹھہرو ٹھہرو۔ میں دروازہ نہیں کھولونگا۔ وہ خود ہی واپس ہو جائیگی۔

ساوتری- نہیں نہیں۔ تم جاؤ۔ دروازہ کھولو۔ اس کو سیدھی راہ پر لانے

کا یہی طریقہ ہے۔ ایسے معاملات میں آنکھ مچولی نہیں کھیلی جاتی۔ اگر اسے تم سے ملنے کا زیادہ موقع ملا تو اس کا خیالِ خام جاتا رہیگا۔

(جاتی ہے)

(چندر کمار دروازہ کھولتا ہے۔ اور تارا داخل ہوتی ہے)

چندر۔ تم پھر آگئیں تارا؟

تارا۔ کیا ساوتری نے تمہیں میرے آنے کی اِطّلاع نہیں دی؟

چندر۔ ہاں ہاں اُس نے کہا تھا۔ مگر مَیں اس بات پر یقین کیسے کر سکتا تھا۔

تارا۔ ہاں یہ تو کہو تم نے ساوتری کو کیوں بُلا لیا۔

چندر۔ تو کیا مجھے اپنی بیوی کو بُلانا بھی نہ چاہیے تھا۔

تارا۔ بیشک۔ مگر تمہاری بیوی مَیں ہوں۔ میری موجودگی میں تم کسی دوسری عورت کو بیوی نہیں بنا سکتے۔ اس سے کہدو کہ وہ چلی جائے۔

چندر۔ تم ہی اس سے کیوں نہیں کہہ دیتیں۔

تارا۔ مَیں کہہ چکی ہوں وہ نہیں مانتی۔ مگر چندر یاد رکھنا۔ اس کا انجام اچھّا نہ ہوگا۔

چندر۔ کیوں اس کا انجام اچھا کیوں نہ ہوگا۔

تارا۔ اگر وہ یہاں سے نہ گئی تو مَیں اُسے مار ڈالونگی۔

چندر۔ اس کا قصور۔

تارا۔ مَیں قصور وصور نہیں جانتی۔ اگر تم نے اُسے نہ بھیجا۔ تو مَیں تمہیں بھی مار ڈالونگی۔

چندر۔ بہت بہتر۔ اگر تمہاری یہی خواہش ہے۔ تو مار ڈالو۔
تارا۔ تم شاید میری بات کو سچ نہیں سمجھتے۔
چندر۔ کیوں نہیں۔
تارا۔ ساوتری کہاں ہے۔ اسے یہیں کیوں نہیں بلا لیتے۔
چندر۔ اس کو یہاں بُلانے سے کیا حاصل۔
تارا۔ مَیں اس سے صلح کر لونگی۔
چندر۔ لیکن تم تو ابھی ابھی اس کی جان لینے کو کہہ رہی تھیں۔
تارا۔ تو کیا تمہیں میری باتوں پر یقین آ گیا تھا۔ وہ ہے کہاں۔ وہ برابر کے کمرے میں ہماری باتیں سُن رہی ہو گی؟
چندر۔ کیا تم اُسے ایسا سمجھتی ہو۔
تارا۔ نہیں نہیں وہ ضرور سُن رہی ہو گی۔ مَیں جاتی ہوں۔

(جاتی ہے)

چندر۔ کیا مُصیبت ہے!

(تارا واپس آتی ہے)

تارا۔ ساوتری تو وہاں نہیں ہے۔
چندر۔ وہ باورچی خانہ میں ہے۔
تارا۔ کیا وہ کھانا بھی خود ہی پکاتی ہے۔ تمہارے ہاں باورچی نہیں۔
چندر۔ وہ نہ پکائے تو پھر اور کون پکائے۔ مَیں گریش بابو کی طرح بڑا آدمی تو نہیں۔

تارا۔ پھر اسی کا نام لیا۔ تم باز نہیں آؤ گے چندر۔
چندر۔ رات زیادہ ہو گئی ہے تم اب گھر جاؤ تارا۔
تارا۔ ہاں رات زیادہ ہو گئی ہے۔ اب میں گھر جاکر کیا کرونگی۔ یہیں سو رہونگی۔
چندر۔ بڑی خوشی سے، جاؤ ساوتری کے کمرے میں سو رہو۔
تارا۔ مگر پھر صبح تم ساوتری کو زندہ نہ پاؤ گے۔
چندر۔ خیر دیکھا جائیگا۔
تارا۔ تو میں اسے بلائے لیتی ہوں۔

(جاتی ہے)

چندر۔ آج تو مجھ پر تارا کا کچھ اثر نہ ہوا۔ ساوتری نے سچ کہا تھا اس کی موجودگی میں میں کبھی بگڑ نہیں سکتا۔

(تارا اور ساوتری ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے داخل ہوتی ہیں)

چندر (خوش ہو کر) دیکھو تو تارا اب تم دونوں کیسی اچھی معلوم ہوتی ہو۔ واقعی تم کو دو بہنوں کی طرح رہنا چاہیئے۔
تارا۔ بیشک تم سچ کہتے ہو چندر، کل ساوتری! کھانا میرے ہاں کھانا۔
ساوتری۔ بہت اچھا۔ مگر میں باورچی کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا نہیں کھاتی۔
تارا۔ نہیں نہیں میں تمہارے لئے خود پکاؤں گی۔
ساوتری۔ نہیں تکلیف ہو گی۔
تارا۔ تکلیف کیسی ہاں ساوتری مجھے معاف کر دینا کل میری زبان

سے الفاظ ہی ایسے نکل گئے تھے۔ اب مَیں جاتی ہوں تمہارے سونے کا وقت ہو گا۔

(جاتی ہے)

چندر۔ دیکھا ساوتری تمہاری ایک دن کی صحبت نے اس کو کیا سے کیا کر دیا۔

ساوتری۔ پرماتما کرے تمہارا خیال درست ہو۔

چندر۔ آؤ۔ اب چلیں۔ مجھے تو نیند آ رہی ہے۔

پردہ

چوتھا منظر

گریش بابو کا مکان

(گریش بابو اور تارا بیٹھے ہیں)

تارا۔ کل چندر بابو کی بیوی آئی تھی۔ بہت شریف عورت ہے میں نے اسے آج کھانے پر بلایا ہے۔

گریش۔ بہت اچھا۔

تارا۔ مگر وہ باورچی کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا نہیں کھاتی۔

گریش۔ پھر کیا انتظام کرنا چاہیئے۔ تم تو کھانا پکانا نہیں جانتیں۔

تارا۔ مجھے کھانا پکانے کی کیا مصیبت پڑی ہے۔ باورچی کو پکانے دو۔ میں کہہ دونگی۔ میں نے پکایا ہے۔ وہ دیکھنے تو آئیگی نہیں۔

گریش۔ نہیں نہیں ایسا نہ کرنا چاہیئے۔ کسی کے عقیدے کی ذلت کرنا بہت برا ہے۔

تارا۔ تو پھر خود پکالو۔ میں تو کھانا پکانا نہیں جانتی۔ تم ہمیشہ اپنے کھانا پکانے کی تعریف کیا کرتے ہو۔

گریش۔ تو کیا تم سمجھتی ہو کہ میں جھوٹ بولتا ہوں۔ لو میں لباس تبدیل کر لوں۔ آج میں خود ہی کھانا پکاؤنگا۔

(جاتا ہے)

تارا۔ یہ بھی اچھا ہوا۔ میں خود یہی چاہتی تھی۔

(ساوتری داخل ہوتی ہے)

ساوتری - مَیں جلدی ہی چلی آئی - اُنہوں نے کہا - کہ تمہیں کھانا پکانے میں تکلیف ہوگی - مَیں خود تمہارے ساتھ مِل کر کھانا پکاؤنگی -

تارا - اتنی تکلیف کی کیا ضرورت ہے - تمہارے لئے گریش بابو خود کھانا پکارہے ہیں

ساوتری - گریش بابو خود پکا رہے ہیں ؟ توبہ توبہ ایسا کہیں ہو سکتا ہے - جاؤ اِن کو بلالو - مَیں خود پکاؤنگی -

تارا - نہیں نہیں ان کو کھانا پکانے کا بہت شوق ہے - اس میں ہرج ہی کیا ہے -

ساوتری - دیکھو تو تارا گریش بابو تم سے کتنی محبت کرتے ہیں - تمہاری تکلیف کے خیال سے خود اتنے بڑے آدمی ہوکر کھانا پکارہے ہیں - تم کو ان سے اتنی ہی محبّت کرنی چاہیئے -

تارا - ساوتری اب ان باتوں کو بھول جاؤ - مَیں اب ان سے محبّت کرونگی -

ساوتری - شاباش تم سے یہی امید ہے - اچھّا اب ان کو بُلالو - یہ مناسب نہیں -

تارا - تو جاؤ پہلے ہاتھ مُنہ دھو لو - پھر باورچی خانے میں چلینگے -

ساوتری - اچھّا -

(جاتی ہے)

تارا - یہ اور اچھا ہُوا -

(جاتی ہے)

پردہ

پانچواں منظر

چندر کمار کے مکان میں دفتر کا کمرہ

(چندر کمار مقدمات کی مثلیں دیکھ رہا ہے)

چندر۔ یہ آجکل کے جج بھی عجیب فیصلے لکھتے ہیں۔ لیکن اگر وہ ایسے فیصلے نہ لکھیں تو وکیلوں کا گذارہ کیسے ہو۔

(ساوتری گھبرائی ہوئی داخل ہوتی ہے)

ساوتری کیوں خیر تو ہے۔

ساوتری۔ میرا سر چکرا رہا ہے۔ کھانا کھاتے ہی میری طبیعت خراب ہو گئی۔ اب تک سینہ میں سخت جلن ہے۔ اوہ پھر چکر آیا۔ میں کھڑی نہیں ہو سکتی۔

(صوفے پر لیٹ جاتی ہے)

چندر۔ غضب ہو گیا۔ تارا نے ضرور تمہیں زہر کھلا دیا ہے۔ میں ڈاکٹر کو بلاتا ہوں۔

(بھاگتا ہوا جاتا ہے)

ساوتری۔ نہیں نہیں۔ ڈاکٹر کو مت بلاؤ۔ تارا سزا سے نہ بچ سکیگی۔ اس میں تمہاری بدنامی ہے۔ اس سے بہتر ہے کہ میں مر جاؤں۔ تم کہہ دینا مجھے ہیضہ ہو گیا تھا۔

چندر۔ تارا کو ضرور سزا ملنی چاہیے۔ میں جاتا ہوں۔

ساوتری۔ مت جاؤ مت جاؤ۔ تمہیں میری قسم مت جاؤ۔

چندر۔ تم علاج کے بغیر مر جاؤ۔ اور مَیں کھڑے کھڑے دیکھا کروں۔

(پھر جانا چاہتا ہے)

ساوتری۔ ٹھیرو ٹھیرو۔ اگر ڈاکٹر پوچھے تو کہہ دینا کہ مَیں نے تم سے ناراض ہو کر خود زہر کھا لیا ہے۔ خبردار تارا کا نام نہ لینا۔

(چندر جاتا ہے)

ساوتری۔ ہری! میری موت کے بعد میرے شوہر کو بُرائیوں سے محفوظ رکھنا۔ مَیں اِس کے سوا اور کچھ نہیں چاہتی۔

(بیہوش ہو کر گر جاتی ہے)

پردہ

چوتھا باب (۴)

پہلا منظر

چندر کمار کا مکان

(چندر کمار گیتا پڑھ رہا ہے گریش بابو داخل ہوتا ہے

گریش۔ مجھے معاف کیجئے گا چندر بابو۔ میں اتنا نادم اور شرمسار تھا۔ کہ آنے کی جرأت نہ کر سکا۔ کتنا افسوس ہے۔ کہ آپ کی بیوی ہمارے ہاں کھانا کھا کر ہیضہ میں مبتلا ہو گئی۔ ان کی موت کا بار ہمارے سر پر ہے۔

چندر۔ نہیں نہیں آپ کا اس میں کیا قصور ہے۔ ایشور کی یہی مرضی تھی۔

گریش۔ مگر میرے دل سے یہ افسوس کبھی نہیں مٹ سکتا۔

چندر۔ نہیں آپ افسوس نہ کیجئے۔ یہ تو تقدیر کے کھیل ہیں۔

گریش۔ میری بیوی کے دل پر تو اسقدر صدمہ پہنچا ہے کہ وہ بیمار ہو گئی ہے آپ کے ہاں افسوس کے لئے بھی نہیں آسکی۔

چندر۔ آپ ان کو سمجھا دیجئے۔ اس میں ان کا یا کسی کا کیا قصور ہے۔ اب افسوس کرنے سے کیا مل جائیگا۔

گریش۔ میں تو اسی گاڑی سے کٹک جا رہا ہوں۔ آپ ذرا میرے گھر کا خیال رکھئے گا۔

چندر۔ ضرور آپ بیفکر رہئے۔

گریش - چندر بابو! اب مجھے اجازت دیجئے۔ گاڑی کا وقت ہو گیا ہے افسوس کہ میں آپ کے پاس زیادہ دیر ٹھیر کر آپ کی دلجوئی بھی نہیں کر سکتا۔

(جاتا ہے)

چندر - گریش بابو سے شوہر کی قدر نہیں کرتی۔ تارا کی فطرت کس قدر ذلیل ہے۔ کیا وہ بدی کے گہرے سے گہرے غار میں گر کر بھی نہ سنبھلیگی۔ پرماتما اس کو تو ہی بچا۔

(تارا داخل ہوتی ہے)

تارا - یہ کیا ہو گیا چندر۔

چندر - دور ہو جا مُردار! پاپن، چڑیل، میرے سامنے آتے ہوئے تجھے شرم نہیں آتی۔ کس دل سے تو نے اس دیوی کو زہر دیکر ہلاک کر ڈالا۔

تارا - تمہیں معلوم ہی ہو گیا ہے تو اب چھپانے سے کیا فائدہ۔

چندر - ایسے گناہ کو کیا تم چھپا بھی سکتی ہو۔ جاؤ۔ اس دیوی کو دعا دو جس نے تم کو پھانسی سے بچا لیا۔

تارا - میرا تم کیا بگاڑ سکتے ہو۔ گریش بابو نے کھانا پکایا تھا۔ ساوتری خود باورچیخانہ میں موجود تھی۔ ساوتری مجھے کیوں بچاتی۔

چندر - اس لئے کہ وہ دیوی تھی۔ اور اپنی پاک خصلت نہیں چھوڑ سکتی تھی۔ تم چڑیل ہو اور اپنی خباثت سے ابتک باز نہیں آتیں۔

تارا - چندر میں نے جو کچھ کیا ہے تمہیں حاصل کرنے کے لئے کیا ہے تم مجھے برا بھلا مت کہو۔

چندر۔ تم اس سے زیادہ سزا کی مستحق ہو۔ اب تم یہ الزام مجھی پر لگاتی ہو۔

تارا۔ تم ہی ہو اس ساری آفت کا سبب۔ مجھے بُرا کہنے سے کیا فایدہ۔

چندر۔ جاؤ۔ مَیں تم سے بات کر کے بھی گنہگار بن رہا ہوں۔

(جاتا ہے)

تارا۔ یہ غُصّہ بہت دن تک نہیں رہیگا۔ ساوتری کا صدمہ دُور ہو لینے دو۔ پھر تم میرے ہی ہو جاؤ گے۔ جیسے مَیں تمہارے قدموں میں ذلیل ہونے کے لیئے آئی ہوں۔ بہت جلد تم میرے قدموں میں پڑے ہو گے۔ مَیں جانتی ہوں تم کو مجھ سے اب تک محبّت ہے۔

(ساوتری کی رُوح نظر آتی ہے)

تارا۔ آہ۔ آہ۔ آہ۔ یہ کیا تم کون۔ ساوتری؟

(ساوتری کی رُوح اشارہ کرتی ہے)

تارا۔ مَیں نے . . . تو . . . . . تمہیں زہر نہیں دیا۔

(ساوتری کی رُوح پھر اُس کی طرف اشارہ کرتی ہے)

نہیں۔ نہیں . . .

(بیہوش ہو کر گر جاتی ہے)

پردہ

دوسرا منظر

تارا کی خوابگاہ

(تارا لیٹی ہوئی ہے۔ مگر بہت بے چین ہے)

تارا۔ لوگ دیوانگی سے کیوں ڈرتے ہیں۔ اگر مَیں پاگل ہو جاؤں تو اِس مصیبت سے بچ سکتی ہوں۔ مَیں تو سمجھتی تھی۔ کہ ساوتری کی موت نے مجھے اس کے پنجے سے چھڑا دیا ہے۔ مگر یہ تو اب دن رات میرا پیچھا نہیں چھوڑتی۔

(ساوتری کی رُوح پھر نظر آتی ہے۔ اور وہی اشارے کرتی ہے)

آہ آہ پھر وہی......

(بیہوش ہو کر گر جاتی ہے)

(خادمہ آواز سُنکر گھبرائی ہوئی داخل ہوتی ہے۔ اور اس کے مُنہ پر پانی کے چھینٹے دیتی ہے)

تارا۔ (ہوش میں آکر) مَیں مر رہی ہوں جلدی کسی کو بُلاؤ۔

خادمہ۔ ڈاکٹر کو۔

تارا۔ نہیں اب یہ روگ ڈاکٹر کے بس کا نہیں۔ چندر بابو کو بُلاؤ۔ وہ جو سامنے رہتے ہیں۔ ان سے کہو گریش بابو کی بیوی مر رہی ہے۔ جلدی آئیں

(خادمہ جاتی ہے)

آج اگر گریش بابو یہاں ہوتے تو مجھے اتنی تکلیف نہ ہوتی۔ یہ اُنہی کو

ستانے کی سزا ہے یا ساوتری کو زہر کھلانے کی۔

(پھر ساوتری کی رُوح نظر آتی ہے)

آہ ساوتری ساوتری مجھے معاف کر دو۔ مَیں اپنے کیے پر پشیمان ہوں بہت زیادہ پشیمان ہوں۔ (روتی ہے)

(چندر کمار داخل ہوتا ہے)

چندر - کیوں تارا تم نے مجھے کیوں بُلایا۔ بیماری کا بہانہ کر کے مجھے اپنے گھر میں بُلانے کی جُرأت تم کو کیسے ہوئی۔

تارا - یہ بہانہ نہیں مَیں سچ مچ مر رہی ہوں۔ بتاؤ چندر کیا مرنے کے بعد بھی انسان کو سزا ملتی ہے۔ کیا یہ جہنّم کوئی چیز ہے۔

چندر - ہے کیوں نہیں گنہگاروں کے لئے جہنّم کے سوا اور کوئی ٹھکانا نہیں۔

تارا - تو جہنّم میں کیسی تکلیف ہوتی ہے۔

چندر - اس تکلیف سے ہزاروں درجہ زیادہ۔

تارا - اف، جب مَیں اس تکلیف کو برداشت نہیں کر سکتی۔ تو جہنّم کے عذاب کو کیسے برداشت کر سکونگی۔

چندر - تم اپنے گناہوں سے پشیمان ہو کر توبہ کرو۔ تمہاری دُنیا اور عاقبت دونوں سدھر جائینگی۔

تارا - تو کیا مَیں کسی طرح اس عذاب سے نجات پا سکتی ہوں۔ چندر بتاؤ۔ بتاؤ مَیں اِس گناہ کا کفارہ کس طرح ادا کروں۔

چندر - ان بُرے خیالوں کو دِل سے نکال کر اپنے سوامی کی بھگتی کرو۔

تارا۔ اور تمہیں۔

چندر۔ مجھے اپنا بیٹا سمجھو۔

تارا (جلدی سے چندر کے منہ پر ہاتھ رکھ کر) بس بس یہ الفاظ منہ سے نہ نکالو۔

چندر۔ تو میں جاتا ہوں۔ اب تم مجھے نہ دیکھ سکو گی۔ (جاتا ہے)

تارا۔ آہ میں جانتی ہوں ہیں تمہیں حاصل نہیں کر سکتی۔ مگر تمہاری امید کو چھوڑ دوں۔ یہ کبھی نہیں ہو سکتا۔ مگر جہنم کا عذاب! کچھ پروا نہیں میں سب کچھ برداشت کر لونگی۔

(پھر ساوتری کی روح نظر آتی ہے)

آہ آہ چھوڑ دونگی۔ چھوڑ دونگی۔ میں چندر کو اپنا بنانے کی امید چھوڑ دونگی مجھے نہ ستاؤ۔ ہاں بتاؤ بتاؤ کہ میں چندر کو کس طرح اپنا بیٹا سمجھ سکتی ہوں۔

(روح اشارہ کرتی ہے)

ہیں تم نہیں جاتیں۔ تم تو میرے قریب آرہی ہو۔ آہ — (بیہوش ہو جاتی ہے)

(چندر داخل ہوتا ہے اور پانی کے چھینٹے دیتا ہے)

تارا (ہوش میں آکر) چندر میں کوشش کر رہی ہوں۔ مگر دل نہیں مانتا۔ ہاں مجھے تم خود ہی سکھا دو۔ کہ میں کس طرح اس خیال کو دل سے نکال دوں۔

چندر۔ میں تمہیں ماں کہہ کے پکارتا ہوں۔ جواب دو۔ "ماں!"

تارا۔ . . . آہ میری زبان سے لفظ نہیں نکلتے۔ میں نہیں کہہ سکتی۔

چندر۔ ماں۔

تارا۔ بے — بے —

چندر۔ ماں

ماں۔ بیٹا — (بیہوش ہو جاتی ہے)

(چندر اس کے پاؤں کو چھو کر سلام کرتا ہے)

پردہ

تین سال کے بعد

تیسرا منظر

گریش بابو کا مکان

(گریش بابو بیٹھے ہیں۔ تارا گریش بابو کے ناریل کے حقہ پر چلم رکھ کر اسے پھونکتی ہوئی آتی ہے اور حقہ کو گریش بابو کے ہاتھ میں دیکر ان کے پاؤں دبانے میں مصروف ہو جاتی ہے ملازم آتا ہے)

ملازم۔ چندر بابو آپ سے ملنے کے لئے آئے ہیں۔

گریش بابو۔ (خوش اور حیران ہو کر) چندر بابو!

(تارا سے) کوئی تین سال کے بعد پھر آئے ہیں۔ نہ معلوم بیچارے کا کیا حال ہوگا۔

(جاتا ہے)

(تارا کرسی پر ہاتھ رکھ کر سر جھکا لیتی ہے)

(ساوتری داخل ہوتی ہے)

ساوتری۔ تارا۔

تارا۔ (گھبرا کر دیکھتے ہوئے) کون۔ ساوتری۔ میرے دل میں تو اب چندر کا نام سنکر کوئی خیال نہیں آیا۔ پھر پھر تم کیوں آئی ہو۔ کیا اب بھی تم کو اطمینان نہیں ہوا۔

ساوتری (بڑھ کر) نہیں مانتا۔ تم اب دیوی ہو۔ میں تمہاری اشیرباد لینے کے لئے آئی ہوں۔ میں مری نہیں زندہ ہوں۔

تارا۔ ساوتری تم زندہ ہو۔ آہ

(بغلگیر ہو جاتی ہیں)

پردہ

حکیم احمد شجاع بی اے علیگ کے قلم

باپ کا گناہ

ایک اخلاقی ڈراما، جس کا
تخیئلی خاکہ واقعیت اور جدت
موثرات کا پہلا آئینہ ہے جو
وستانی اسٹیج اور نگارخانہ
ب اردو میں، صورت نما ہوا
ہے۔ کاغذ، لکھائی، چھپائی
یدہ زیب۔ حجم تین سو
فحات
ت عـ

مینا

یہ ایک بنگالی معاشری ناول
سے ماخوذ ڈراما ہے، جو ادبیات
اردو میں، اپنی فنی سادگی کا
پہلا اضافہ ہے۔ اور جس کی
واقعیت، یکسر شاعری اور ادب
ہے۔ کاغذ، لکھائی، چھپائی
دیدہ زیب، حجم ایکسو بیس
صفحات،
قیمت ۱۲/

دارالاشاعت ادب لطیف، ۱۔ لاج روڈ لاہور

منتوش

بابو کشیرودچندر چٹرجی

کا

ایک نہایت ہی دلچسپ پُر مذاق اور رنگین ڈراما

جسے

حکیم احمد شجاع صاحب بی۔ اے (علیگ)

نے گورنمنٹ کالج لاہور کی ڈرامیٹک سوسائٹی کے لئے

اصل بنگالی سے

لطیف و سلیس اردو میں ترجمہ کیا ہے

قیمت ۸ ر

ملنے کا پتہ:-

دارالاشاعت ادبِ لطیف ا۔ لاج روڈ۔ لاہور

مرکنٹائل پریس لاہور میں باہتمام لالہ دیوانچند پرنٹر چھپا